سوانح عمری انیس از نیر مسعود کے فن پر ایک نظر

محمد ساجد خان
شعبہ اردو، جامعہ کراچی

تلخیص

اردو کے سوانحی ادب میں میر انیس کی سوانح عمری اپنی پیش کش اور مواد کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہے۔ نیر مسعود جو سوانح عمری کے مصنف ہیں وہ اس موضوع پر معلومات افزا سوانح عمری تحریر کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ مصنف مذکور کے والد مرحوم سید مسعود حسن رضوی ادیب کے پس میر انیس کے حوالے سے اور دیگر موضوعات پر جو سرمایہ تھا اس کے موضوع کے تعلق سے اختصاصی شہرت کسی سے مخفی نہیں۔ سوانح نگار نے اس سوانح کے آخر میں ماخذوں کی فہرست فراہم کی ہے جس میں میر انیس کی شخصیت کو پیش کرنے کے لیے ۴۱۲ ان ماخذوں سے استفادہ کیا گیا ہے جو اردو دنیا کے لیے کئی حوالوں سے نادر اور نایاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سوانح عمری کو بارہ ابواب میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ انیس کی شخصیت کے دور اذکار پہلوؤں کا احاطہ بھی اہم ادبی ماخذوں کی مرہونِ منت سامنے آسکا ہے۔

کلیدی الفاظ: سوانح عمری، ادبی طرز، خاکہ سازی

Abstract

The article aims at exploring and analyzing the sketch-writing in Anees, a biography written by Nayyar Masood. The sketches usually appeared in a biography is little different from a sketch developed as a genre in Urdu literature. The reason to see such sketches is to know how importance given by the biographer to those influencing the life and time of the hero of the biography. A successful biography is what in which the time and life of the hero appeared vividly as it leads readers to understand the era, literary culture of the time, political atmosphere and various linguistic trends. It happens when a biographer focuses the hero and his or her contemporaries. The way contemporaries are focused in a biography it forms a genre in literature. The article gives instances from Anees to suppert his view and paving the way for a new genre in literature. This article also discusses some of the factors relevant to form a genre.

Keywords: Biography, Literary Genre, Sketch Writing.

نیر مسعود نے اس سوانح عمری کو جس انداز سے ترتیب دیا ہے وہ ان کی اس فن سے کامل واقفیت کا ثبوت ہے۔ مسعود صاحب نے سوانح مذکور کو نہ تو کوئی تنقیدی کتاب بننے دیا اور نہ ہی کتاب کسی انتخاب کی صورت پیش کرتی

ہے۔ اردو میں ایسی سوانح عمریوں کی کثرت ہے جو اپنے مواد کے اعتبار سے یا تو تنقیدی کتاب کا منظر پیش کرتی ہیں یا پھر انتخاب کی صورت اختیار کر گئی ہیں۔ مسعود صاحب نے شاید ہی کسی موقع پر میر انیس کے شخصیت کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی ہو۔ سوانح کا آغاز بھی مسعود صاحب کے غیر روایتی انداز پر دال ہے۔ عام طور پر اردو میں سوانح عمریوں کا آغاز شخصیت کی ولادت اور اسی نوع کے دیگر موضوعات سے ہوتا ہے لیکن مسعود صاحب نے سوانح کا آغاز فیض آباد اور میر مستحسن خلیق کے عنوانات قائم کر کے کیا ہے گویا مسعود صاحب کے پیش نظر اس ماحول کی اہمیت اساسی ہے جو میر انیس کو میسر آیا اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں کلیدی رہا۔

میر انیس کی شخصیت کو جہاں سوانح عمری کا موضوع ہونے کے باوصف مرکزی توجہ حاصل ہے وہاں اس سوانح میں دوسری شخصیات اور مناظر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شخصیات سے مراد یہاں وہ افراد ہیں جنھیں میر انیس کی شخصیت اور اس ماحول کی نسبت اہمیت حاصل ہے جن کے بارے میں مصنف نے شافی معلومات پہنچانا بھی ضروری سمجھا ہے۔ ان شخصیات کے علاوہ نیر مسعود نے ان مناظر کو خصوصیت کے ساتھ پیش کرنا بھی ضروری تصور کیا ہے جن کے بغیر میر انیش کی شخصیت اور حیات کے بارے میں معلومات تشنہ رہتیں۔ اردو میں سوانح عمری کی شخصیت کا احاطہ کرنے کے لیے معاصرین، سماجی ماحول، تہذیبی مناظر اور ثقافتی مظاہر کو بھی کثرت سے پیش کیا گیا ہے جن کا تعلق سوانح عمری کی شخصیت سے راست رہا ہے۔

سوانح عمری کی شعریات کے بارے میں اردو میں کم و بیش اچھے مضامین ملتے ہیں۔ ان مضامین کو دو واضح اقسام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے: (اول) وہ مضامین جو طبع زاد ہیں اور دوم وہ جو تراجم ہیں۔ ان مضامین کے لکھنے والوں میں ایسے مضمون نگار بھی شامل ہیں جنھوں نے سوانح عمری کا بہ طور ہیت یا صنف ادب بھی مطالعہ کیا ہے۔ اردو کے ان مضامین میں مواد کو اساسی اہمیت حاصل رہی ہے جب کہ صنف ادب کی حدود کا تعین کرنے میں مواد کے ساتھ ساتھ دیگر عوامل بھی کارفرما رہے ہیں۔ سوانح عمری کی صنف کا مکمل احاطہ کرنے کے لیے ان دیگر عوامل پر بہ وجوہ توجہ نہیں دی جا سکتی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کا اردو کی نثری ادب جس میں سوانح عمری کا صنف کا مکمل احاطہ کرنے کے لیے ان دیگر عوامل پر بہ وجوہ توجہ نہیں دی جا سکی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اردو کے نثری ادب جس میں سوانح عمری کو خصوصیت حاصل ہے، ہیتی تنقید (genre criticism) کے حوالے سے توجہ نہیں دی جا سکی ہے۔ اس کے محرکات بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہیئت کے حوالے سے شاعری کی اصناف پر توجہ مرکوز رہی ہے۔ ن م راشد نے اپنے نثری

مضامین میں ہیئت کو خصوصیت سے موضوع بنایا ہے لیکن راشد کے یہاں بھی شعری اصناف پر توجہ مرکوز ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ راشد کے مضامین اصل میں ان کی شاعری کا جواز ہیں۔

اگر تسلسل سے اردو میں بھی ہیئت یا اصناف ادب کو تحقیقی یا تنقید کا موضوع بنایا جائے تو سوانح عمری یا خاکوں پر تنقید یا تحقیق اپنے ابتدائی مراحل سے گذر کر ان اصناف کے بارے میں ایسا انداز بھی سامنے آ سکتا ہے جس کے ذریعے ان اصناف پر تنقید تعریفات، تکرار، طویل اقتباسات، غیر ضروری معلومات، اصطلاحات کے بے محل استعمال اور حوالہ جات کے طومار سے آگے بھی نکل سکتی ہے۔ اگر خاکوں پر گذشتہ عشروں میں شائع ہونے والے مضامین و مقالات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ احساس قوی ہو جاتا ہے کہ ہمارے لکھنے والوں کے پاس اپنا کہنے کے لیے نیا کچھ نہیں۔

اس مضمون میں سوانح عمری انیس از نیر مسعود میں موجود ان معلومات کو موضوع بنایا گیا جن سے ادیبوں، شاعروں اور دیگر افراد کے کوائف بھی سامنے آئے ہیں جس کا سوانح عمری کی شخصیت سے راست تعلق ہے۔ نیر مسعود نے اس سوانح عمری میں دیگر شخصیات کو جس انداز سے موضوع بنایا ہے جس کی وجہ سے یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ کیا یہ معلومات کسی شخص کا خاکہ مرتب کرنے میں معاون ہو سکی ہیں؟ اگر اس سوال کا جواب مثبت میں ہے تو ادب میں اس نوع کے خاکوں کی بدولت کیا تنقید و تحقیق میں سوانحی ادب کی معتبر تفہیم کے کچھ نئے امکانات روشن ہوں گے؟ اس صنف کی شعریات متعین کرنے میں کون سے عوامل کارفرما ہو سکتے ہیں؟ کیا اس صنف کو سوانح عمری کی ذیلی صنف (sub-genre) ہی میں شمار کیا جائے گا؟ کیا اردو میں کسی صنف کی تلاش کی جانب توجہ تنقید کے دائرے کار میں کوئی اہم اضافہ ہو سکتی ہے؟ کیا افسانوی یا غیر افسانوی ادب کی تفہیم میں ایسی کوئی تلاش با معنی ثابت ہوگی؟ کیا سوانح عمری کے اس رُخ کی ہیئتی تقسیم قاری کی تفہیم میں معاون ہو سکتی ہے؟

فلم کے معروف نقاد رابرٹ اسٹیم (Robert stam) نے فنون لطیفہ کی دیگر اصناف کے حوالے سے کچھ سوالات اٹھائے ہیں اس بارے میں ان کا کہنا ہے کہ نظریہ اصناف (Genre Theory) پر ہمیشہ سے کچھ ایسے شکوک و شبہات ظاہر کیے گئے ہیں۔ کیا اصناف شروع سے موجود ہیں یا یہ تجزیہ نگاروں کی اختراع ہیں؟ کیا اصناف کی تقسیم محدود ہے یا یہ اصولی طور پر لامحدود ہے؟ کیا یہ تقسیم کسی زمان و مکان کی قید سے بری ہے یا یہ وقتی نوعیت کی چیز ہے؟ کیا اصناف کسی ثقافت کی پیداوار ہیں یا ماورائے ثقافت ہیں؟ کیا اصناف کے حوالے سے تجزیات کی نوعیت توضیحی ہے یا غیر توضیحی؟ (۱)

یہ کچھ ابتدائی سوالات ہیں جن کو سامنے رکھ کر انیس از نیر مسعود کا مطالعہ مقصود ہے میر مستحسن خلیق (۲) کے بارے میں نیر مسعود نے کئی اہم کتابوں سے معلومات کشید کر کے اس طور پر خلیق کو قاری کے سامنے پیش کیا ہے جس کا علیحدہ سے مطالعہ ناگزیر ہے۔ ان معلومات نے خلیق کے بارے میں ان کے مختلف پہلوؤں کو مشاہیر کے حوالے سے روشن کر دیا ہے۔ یہ معلومات اپنے مواد اور پیش کش کے اعتبار سے میر انیس کی سوانح سے منسلک ہیں اور ان معلومات کو اس سے علیحدہ بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ان معلومات میں ان کی ادبی حیثیت کا بھی پتا چلتا ہے ان کی شخصی وضع کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ خلیق کے بارے میں مختلف شخصیات کی رائے، خلیق کی ادبی صحبت، ان کے بارے میں مختلف ماخذوں میں درج معلومات میں اختلافات، فیض آباد کی سکونت اختیار کرنے کے شواہد اور بہو بیگم صاحبہ کے ذکر نے ان معلومات کو ایک ایسی صورت میں یکجا کر دیا ہے جو خاکے سے قریب تر مماثلت رکھتی ہیں۔ قیاس ہے کہ ان معلومات کو تحریر کرتے وقت نیر مسعود کے ذہن میں خلیق کا خاکہ تحریر کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود ان کے قلم سے ان معلومات کا اس طور نکلنا جو ایک نئی صنف ادب کی تشکیل میں معاون ہو سکتا ہے اہم اس لیے ہے کہ ان معلومات کو خاکہ نہ کہنے کے باوجود بھی انہیں کوئی نام دینا اس لیے ضروری ہے کہ یہ معلومات اپنے انداز (Style)، شکل (form) یا ساخت (Structure) اور مواد (contents) کے اعتبار سے اپنی خاص جہت کی حامل ہیں۔ ان معلومات کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ تحریروں کی اصناف یں تقسیم اور پھر ذیلی اصناف کا تعین درست تفہیم کی راہ میں معاون ہوتا ہے۔

اردو کی ادبی سوانح عمریوں میں ایسی معلومات جا بہ جا بکھری ہیں جنہیں 'غیر منصوبہ بند خاکوں' کے ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے بہ صورت دیگر ان معلومات کا ماضی کی طرح سوانحی ادب کی تفہیم، تنقید اور تحقیق میں مخفی رہنا لازمی امر ہے۔ بحر حال یہ سوال پیش نظر رہنا چاہیے کہ ان غیر منصوبہ بند خاکوں کی صنفی تقسیم میں کیا صرف مواد کو ہی اہمیت حاصل ہوگی یا ان کی ہیئت کو تشکیل دینے والے عوامل بھی توجہ طلب ہوں گے؟ رابرٹ اسٹیم نے لکھا ہے کہ اصناف کی تعریف متعین کرنے میں جو راویتی انداز رہا ہے اس میں مواد کے حوالے سے موضوع (Theme) یا ترتیب (setting) کو اہمیت دی گئی ہے اور جہاں تک ہیئت کا تعلق ہے تو اس میں ساخت (Struture) اور انداز (style) کو ضروری سمجھا گیا ہے۔ کسی صنف کی وضاحت میں جب متنی خصوصیات (Texual properties) کو اہمیت دی جاتی ہے تو ابتداً یہ وضاحت نظری سطح پر تو اہم نظر آتی ہے لیکن اس سے کچھ مسائل بھی

سامنے آتے ہیں صنفی تقسیم (Generic grouping) کے لیے موضوع کمزور ترین کلیہ ہے۔(۳)

ان غیر منصوبہ بند خاکوں میں کچھ خلیق کے خاکے کی طرح تفصیلی ہیں جب کہ کچھ خاکے ایسے بھی ہیں جو اپنے اندر معلومات کا اختصار رکھتے ہیں۔ میر انیس کی والدہ بینگا بیگم (۴) کے بارے میں معلومات اختصار سے ہونے کے باوجود ایک نوع کے خاکے کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ان مختصر خاکوں میں وہ سب کچھ ہے جو کسی تحریری مواد کو صنف میں تبدیل کرنے کے لیے معاون ہو سکتے ہیں۔ یہاں ان عوامل کا جاننا ضروری ہے جو کسی ادبی تحریر کو صنف میں تبدیل کرتے ہیں۔ ادب کے برعکس دیگر فنون لطیفہ کو بھی اصناف میں تقسیم کیا گیا ہے لیکن ان کی تقسیم کے عوامل وہ نہیں جو ادب کی صنف متعین کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ فن مصوری کو ہی لیجیے جس میں مصوری کے مختلف انداز کو علیحدہ علیحدہ مطالعے کا موضوع بنایا جاتا ہے لیکن یہ تقسیم تصویر کے موضوع (Subject matter) (یعنی غیر متحرک، لینڈ اسکیپ یا پورٹریٹ) یا اس ذریعے (medium) یعنی (آئل، ایکریلک، واٹر کلر) کے حوالے سے کی جاتی ہے کلاسیکی موسیقی اپنے سازوں کی ساخت اور دھنوں کے باعث شناخت کی جاتی ہے۔ فلمیں اپنے مزاج (mood) یعنی رومان (romance)، طربیہ (comedy) اور پرخوف (horror) ہونے کے باعث شناخت کی جاتی ہیں۔ ٹی وی کے پروگرام اپنی وضع (format) کے حوالے سے تقسیم کیے جاتے ہیں۔

دیگر فنون کے برعکس ادبی اصناف کے ساتھ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہاں ادبی ہیئت کی تقسیم کے حوالے سے جو حدود متعین کی جاتی ہیں وہ ڈھیلی ڈھالی رہتی ہیں کیوں کہ ایک ہی صنف میں پیش کی گئی تخلیقات اپنے مزاج کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اس کی ایک اہم وجہ کسی صنف ادب کو برتنے کا وہ داخلی انداز ہے جو تخلیق کار کے سامنے اپنی افتادِ طبع کے باعث ہوتا ہے۔ اردو ادب میں موجود خاکوں کی بھرمار کے باعث یہ تمام خاکے ہونے کے باوجود مواد کی سطح پر مختلف ہیں۔ خاکوں سے مزاح کا کام بھی لیا گیا ہے۔ خاکوں سے دستاویزی اہداف بھی حاصل کیے گئے ہیں۔ کچھ خاکوں میں استہزا اور تحقیر کا عنصر بھی غالب رہا ہے اور خاکوں میں خالص ذاتی زاویہ نگاہ بھی ملتا ہے اس آخری قسم کی اردو میں کثرت ہے۔ ادب میں یہ رنگا رنگی اصناف کو مزید ذیلی اصناف میں تقسیم کرنے کا ایک اہم جواز ہے۔ اسی لیے کرسٹائن گلیڈ ہل (Christine Gledhill) نے کہا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا متن ہو جو کسی صنف کی متعین کردہ تعریف پر حرف بہ حرف صادق آتا ہو کیوں اصناف کی حدود کا تعین کرنے میں خاص عوامل کو سامنے رکھ کر متمیز نظام ترتیب دیا جاتا ہے۔(۵)

اصناف کے مطالعے میں جہاں مقصد کو اہمیت دی گئی ہے وہاں سیاسی، سماجی اور معاشی حالت کو ناگزیر قرار دینے والے تنقید نگاروں کی بھی کمی نہیں۔ صنف کی حدود کا تعین کرنے میں مقصد کو اہمیت دینے والے ایک نقاد کا کہنا ہے کہ مواد یا ہیئت پر توجہ دینے کے بجائے اس مقصد کو اہم جاننا چاہیے جو اس تحریر سے حاصل ہو سکتا ہے۔(۶) اس پہلو کو آگے بڑھاتے ہوئے جان سالز (john Swales) نے لکھا ہے کہ کسی ابلاغی واقعے (Communicative event) کو صنف میں تبدیل کرنے والا اساسی کلیہ اس کا ابلاغی مقصد (communicative purpose) ہی ہوتا ہے۔(۷) اصناف کو سماجی، سیاسی اور معاشی حوالے سے بھی دیکھا گیا ہے کیوں کہ کسی صنف کے لیے سماجی حالات بھی ان کے لیے زمین ہموار کرتے ہیں اور بعد میں اصناف میں تبدیلی سماجی حالات کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ مارکسی تبصرہ نگار اصناف کے بارے میں سوچتے تھے کہ یہ سماجی رویوں پر قابو پانے کے آلات ہیں جو قومی نظریے کی حمایت میں بھی اپنا کام انجام دیتی ہیں۔(۸) اس پہلو کی صراحت کے لیے اردو ادب کی ترقی پسند تحریک کو پیش رکھا جا سکتا ہے کیوں اس تحریک کے ماننے والوں میں کچھ اصناف سے رغبت اور کچھ سے فرار کا رجحان موجود ہے۔

اصناف کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ کوئی متن اپنے صنفی اصولوں کی وجہ سے بھی متاثر ہوتا ہے(۹) یعنی متن میں معنیات کے امکانات (meaning-potential) پر بھی ضرب پڑتی ہے۔(۱۰) اسی لیے یہ اصول معنی کی ترسیل میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اس حوالے سے اردو کے معروف نظم نگاروں نے غزل کی جس طرح مخالفت کی ہے وہ اہمیت کی حامل اس لیے ہے کہ شاعر کے تخیل پر ردیف اور قافیے کی پابندی بھی ایک طرح کی رکاوٹ بن کر سامنے آتی ہے۔

مختلف متون کو اصناف اور ذیلی اصناف میں تقسیم کرنے کی بڑی وجہ ان متون کا ایک ترتیب اور تنظیم سے ایسا مطالعہ ہے جس میں ادبی تحریروں کے اژدہام کے تلے دب جانے کے خدشات کا امکان ختم ہو سکتا ہے۔ اردو ادب میں سینکڑوں سوانح عمریاں تا حال لکھی جا چکی ہیں اور ان سینکڑوں سوانح عمریوں میں ہزاروں ایسے غیر منصوبہ بند خاکے تا حال کسی مطالعے میں زیر بحث نہیں آ سکے ہیں جن کی اہمیت بہ لحاظ مواد، ہیئت، انداز یقینی ہے۔ مستقبل کے سوانح نگار کے لیے اردو میں سوانح نگاری کا یہ رخ آج بھی خاموش ہے۔ مستقبل کے سوانح نگار کو یہ پتا چلنا اشد ضروری ہے کہ جس شخصیت کو وہ اپنی سوانح نگاری کا موضوع بنا رہا ہے اس کے ساتھ ان دیگر شخصیات کے کوائف کو پیش کرنا بھی

ضروری ہے جن کے بغیر سوانح کی شخصیت کا درست تعارف حاصل کرنا محال ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اسٹیم، رابرٹ (Stam,Robert)، ۲۰۰۰ء، Film Theory، آکسفرڈ، بلیک ویل، ص ۱۴
۲۔ مسعود، نیر، ۲۰۰۵ء، انیس (سوانح)، سٹی پریس بک شاپ، کراچی، ص ۵
۳۔ اسٹیم
۴۔ مسعود، ص ۱۵
۵۔ گلیڈ، کرسٹائن (Gledhill, Christine)، ۱۹۸۵ء، The Cinema Book، برٹش فلم انسٹی ٹیوٹ، لندن، ص ۶۴
۶۔ ملر، کیرولن (Miller, Carolyn)، ۱۹۸۴ء، Genres as Social Action، فریڈمین اینڈ ڈوے، ص ۲۴
۷۔ تھاویٹس، ٹونی (Thwaites, Tony)، ۱۹۹۴ء، Tools for Cultural Studies: An Introduction، آرنلڈ، لندن، ص ۱۰۰
۸۔ فیور، جین (Feuer, jane)، ۱۹۸۷ء، Genre Study and Television، روٹلیج، ص ۱۴۵
۹۔ تھاویٹس، ص ۱۰۰
۱۰۔ اوسلی وان، ٹم (Osullivan, Tim)، ۱۹۹۴ء Key Concepts in Communication and Cultural Studies، روٹلیج، لندن، ص ۱۲۸

کتابیات

اسٹیم، رابرٹ (Stam,Robert)، ۲۰۰۰ء، Film Theory، آکسفرڈ، بلیک ویل، ص ۱۴

اوسلی وان،ٹم(Osullivan, Tim)،۱۹۹۴ء Key Concepts in Communication and Cultural Studies،روٹلیج،لندن

تھاویٹس،ٹونی(Thwaites, Tony)،۱۹۹۴ء، Tools for Cultural Studies: An Introduction،آرنلڈ، لندن

فیور،جین(Feuer, jane)،۱۹۸۷ء،Genre Study and Television،روٹلیج،لندن

گلیڈ، کرسٹائن(Gledhill, Christine)،۱۹۸۵ء،The Cinema Book، برٹش فلم انسٹی ٹیوٹ، لندن

مسعود، نیر،۲۰۰۵ء،انیس(سوانح)،سٹی پریس بک شاپ،کراچی

ملر،کیرولن(Miller, Carolyn)،۱۹۸۴ء،Genres as Social Action،فریڈمین اینڈ مڈوے

محمد ساجد خان بحیثیت لیکچر رشعبہ اردو، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔